یہ شہرستانِ روز وشب

ذوالکفل بخاری*

یہ شہرستانِ روز وشب
عجب اک شہر ہے جس میں
کئی سورج ابھرتے ہیں
اور اپنے اپنے مہتابوں کی مجبوری کے ماتم میں
ابھر کر ڈوب جاتے ہیں
کہیں آنکھوں کی جھیلوں میں
کہیں من موج ساگر میں
کہیں ماتھے کی چینوں میں
کہیں زلفوں کے سائے میں
کسی حسرت کی تلخی میں
کسی تنہائی کی رت میں
کسی بے مہر ساعت میں
کسی بے لطف صحبت میں
کسی بے خواب فرقت میں
کسی بے سمت دریا میں
کسی صحرا سی وسعت میں
یہ شہرستانِ روز وشب کے سب سورج
ابھر کر ڈوب جاتے ہیں

کہ شہرستانِ روز وشب
لبِ دریا بھی ہوتا ہے
لبِ صحرا بھی ہوتا ہے
عجب یہ شہر ہے جس میں
مسلسل، جا و بے جا، ہوک اُٹھتی، ہول آتا، ہوش اڑتے ہیں
بظاہر ساکنانِ شہر کی حالت سفر کی ہے
مسافر، تازہ وارد، شہر کو اپنی اقامت کا وطن کہتے ہوئے کچھ رک سے جاتے ہیں
انہیں اصلی وطن کا پوچھ لیں تو ڈر سے جاتے ہیں
حدودِ شہر سے باہر نکل جانے کی قدرت کن کو حاصل ہے؟
مسافر سوچتے ہیں، ساکنانِ شہر کو شاید؟
ساکنانِ شہر کہتے ہیں کہ وہ تو خود مسافر ہیں
ذرا سے کہنہ وارد ہیں
حدودِ شہر سے باہر نکل جانے پہ قادر ہیں
مگر وہ جانتے ہیں شہر کی حد سے پرے جا کر
سبھی ثابت، سبھی سیار آخر ڈوب جاتے ہیں
ابھرنا بھول جاتے ہیں

☆☆☆

* استاذ شعبہ انگریزی، اُم القریٰ یونی ورسٹی، مکہ مکرمہ